سوال

(411) جسم کا کوئی حصہ عطیہ کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جسم ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے کیا کسی کو خون گردے آنکھ یا جسم کا کوئی بھی حصہ عطیہ کرنا جائز ہے یا نہیں اگر پاس کوئی مر رہا ہو تو کیا اس کو خون دینا چاہیے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بنی نوع انسان کے لیے اپنے جسم میں ایسا تصرف جس سے انسانی زندگی کا ضیاع لازم آتا ہو یہ تو قطعاً ممنوع ہے جیسے خودکشی وغیرہ اور اگر اس کی اصلاح کی خاطر آپریشن کے مراحل سے بھی گزرنا پڑے تو سبھی جواز کے قائل ہیں چاہے بعض زہر آلود عضووں کو کاٹ کر ہی اس کی اصلاح کیوں نہ کرنی پڑے بلکہ زندہ کی مصلحت کی خاطر کئی ایک اہل علم مردہ کی چیر پھاڑ کے بھی قائل ہیں چنانچہ علامہ ابن حزم "المحلی "میں فرماتے ہیں (المحلی (۳/۳۹۵) رقم المسالۃ(607) اگر حاملہ عورت فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کرتا معلوم ہو جس پر چھ ماہ سے اوپر مدت گزر چکی ہو تو اسے آپریشن کے ذریعہ نکال لیا جائے قرآن میں ہے جس نے ایک جان بچائی گویا اس نے سب لوگوں کی جانیں بچائیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے (المجموع ،5/301) میں اس قول کی تبویب کی ہے اسے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر فقہاء کی طرف منسوب کیا ہے لیکن عمل ہذا کو "کشاف القناع)اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مسائل میں ناجائز قرار دیا ہے لکھتے ہیں :

«سمعت احمد سئل عن المراۃ تموت والولد یتحرک فی بطنہا ایشق عنہا؟ قال: لا کسر عظم المیت ککسرہ حیا» انظر الرقم المسلسل (٤٩١)

یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث کی رو سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالنے کو حرام قرار دیا ہے ۔علامہ رشید رضا مصری اس کے حواشی میں رقمطراز ہیں : اس حدیث سے علی الاطلاق ترک جنین پر استدلال جائز نہیں ہے کیونکہ حدیث کا مقصد میت کی لاش کو بے حرمتی سے بچانا ہے یعنی لاش کی بے حرمتی کے لیے ہڈی وغیرہ توڑنا (مثلہ کرنا) حرام ہے اور عمل جراحی بے حرمتی کے تحت نہیں آتا اور پھر بعض اوقات وہ بچہ زندہ بھی رہتا ہے لہذا یہ طبی عمل بلا شبہ جائز ہے :"

اسی طرح زندہ آدمی کی مصلحت کے پیش نظر سوال میں مذکورہ اشیاء کی منتقلی کا بھی جواز ممکن ہے بشرطیکہ ان سے استفادہ کا ظن غالب ہو سعودی عرب کی ہیئت کبار العلماء (علماء کی سپریم کونسل) نے بھی اکثریت سے مردہ کے اعضاء کی منتقلی کے جواز کا فتویٰ صادر کیا ہے قرار رقم 62تاریخ25/1398"مجلۃ البحوث الاسلامیہ "عدد14ص68۔67 نص کلمات کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں : مطالعہ بحث و تمحیص اور باہمی تبادلہ خیالات کے بعد علماء کے اجلاس میں اکثریت کے ذریعے درج ذیل فتویٰ طے پایا :

(1)کسی انسان کی موت کا تعین ہو جانے کے بعد اس کی آنکھ کے ڈھیلے کو منتقل کر کے کسی ایسے مسلمان کی آنکھ میں پیوند کرنا جائز ہے جو مجبور ہو اور پیوند کاری کے آپریشن کی کامیابی کے بارے میں ظن غالب ہو بشرطیکہ میت کے ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہو اس کی اجازت اس قاعدے کی رو سے ہے جس میں دو مصلحتوں میں سے بہترین مصلحت کے حصول کو مد نظر رکھنے دو مضرت رساں چیزوں میں سے کمتر ضر والی کو اختیار کر کے اور زندہ انسان کی مصلحت کو مردہ شخص کی مصلحت پر مقدم کرنے کا تحقیق پایا جاتا ہے کیونکہ اس عمل میں یہ امید پائی جاتی ہے کہ زندہ شخص میں دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی جب کہ پہلے اس میں یہ صلاحیت مفقود تھی اس سے نہ صرف یہ کہ وہ شخص خود استفادہ کر سکے گا بلکہ اس میں پوری امت کو فائدہ پہنچنے کا امکان موجود ہے اور جس مردہ شخص سے یہ آنکھ لی گئی ہو اس کے (بدن) میں کوئی کمی بھی واقع نہیں ہوگی کیونکہ اس کی آنکھ کو بالآخر مٹی کے ساتھ مٹی ہو کر برباد ہو جانا ہے اور آنکھ کو منتقل کرنے کے عمل میں بظاہر کوئی مثلہ (قطع وبرد) بھی نہیں پایا جاتا کیونکہ اس کی آنکھ بند ہو چکی ہے اور اس کے دونوں پپوٹے اوپر تلے مل گئے ہیں۔

(2)جس انسان کی آنکھ کے بارے میں طبی رپورٹ کی رو سے یہ طے کیا گیا ہو کہ اس کا باقی رکھنا خطرے کا باعث ہے تو ایسی آنکھ کے صحیح وسالم ڈھیلے کا انتقال اور اسے کسی دیگر مجبور انسان کی آنکھ میں پیوند کرنا جائز ہے کیونکہ دراصل اس آنکھ کو اس سے نکالا گیا ہے تاکہ اس آنکھ والے شخص کی صحت کی حفاظت کی جا سکے چنانچہ ایسے ڈھیلے کو منتقل کرنا اور کسی دیگر شخص کی مصلحت کی خاطر اس کی آنکھ میں پیوند کرنا مذکور شخص کے لیے قطعاً نقصان دہ نہیں چنانچہ شریعت اور انسانیت اسی بات کی متقاضی ہے اللہ تعالی توفیق دینے والا ہے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ وسلم

(نامور علماء کمیٹی، بورڈ آف دی گریٹ سکالرز)

آنکھ پر دیگر انسانی اعضاء کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے نیز خون وغیرہ دینے کا معاملہ نسبتاً سہل ہے لہذا یہ بطریق اولیٰ جائز ہے۔

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص710

محدث فتویٰ